OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
mei.aiou.edu.pk
iri.aiou.edu.pk

عقیدہ کی تعبیر میں قرآن مجید کا فطرتی و عقلی منہج : تحقیقی جائزہ

*حافظ محمد اسحاق
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
**ڈاکٹر عظمیٰ بیگم
ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج کھڑک راولا کوٹ

ABSTRACT

Islam built on concrete belief and it is not changeable faith. Islamic Belief is not a practical thing but a matter of knowledge which the Muslim is obliged to believe in his heart. The Quran defined this faith to believe in Allah, His Messengers, angels, Books and the Meeting with Him and to believe in the final Resurrection. From this faith, the believer may find answers to all questions about everything and how to behave according to the rules of Islamic teachings. However, some religious scholars concentrated at one stage on documenting Islam and answering to those deviating from it by using an approach influenced by Greek philosophy. They also interpreted the Quran based upon Greek thought. The Quran has narrated the two kinds of faith. The correct faith is composed of the set of beliefs brought by the Messengers of Allah and the other kind is false faith or falseness stems from the fact that they are the product of human thought or Greek philosophy. The Qur'an gives evidence in different from the manner about faith and belief. The Qur'an points the evidence of visible signs in the universe. The Qur'an describes many natural and sold examples for the interpreting of faith. The research looks at the views of the Islamic religious scholars, taking a methodological approach to their debates on various issues and makes evident the comprehensive nature of the Quran and the message of Allah in dealing with all aspects of society. In this article, the researcher highlights Islam as a distinctive faith from which may be drawn balance, the divine and all-inclusiveness. The article concludes by arguing that the Quran provide a comprehensive source of faith, consistent with instinct and reason, and emphasizes that Islam as a religion possesses answers to all of today's issues.

اسلام کی عمارت اس بنیادی عقیدہ پر قائم ہے جو کہ دین کی اصل اور بنیاد ہے۔اس عقیدہ پر ایمان اور یقین رکھنے والے شخص کو مسلمان جبکہ یقین نہ رکھنے والے کو کافر قرار دیا جاتا ہے۔ عقیدہ اسلامی کی پہلی کتاب قرآن مجید ہے۔بعد میں محققین اسلام نے عقیدہ کے اصول و قواعد وضع کئے ہیں۔جن کو علم الکلام یا علم عقیدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اور ان قواعد پر شریعت کی عمارت قائم ہے۔ علم عقیدہ یا کلام کی تدوین میں کئی اسلوب اختیار کئے گئے ہیں۔کچھ متکلمین اسلام نے یونانی فلسفہ سے متاثر ہو کر اسلامی عقیدہ کو یونانی منہج واسلوب کے مطابق تعبیر کیا ہے۔دیگر متکلمین اسلام نے عقلی استدلال کے مطابق قرآنی عقائد کی تفسیر کی ہے۔ان دونوں اسالیب میں قرآنی منہج سے ہٹ کر جدل و مناظرانہ اسلوب کارنگ اختیار کرتا گیا یہاں تک کہ مختلف لوگوں نے اسلام میں غیر قرآنی عقائد گھڑ لیے اور امت کو تفریق کا شکار کر کے مختلف فرقوں میں بانٹ دیا۔جیسے معتزلہ اور مرجیہ فرقے معرض وجود میں آئے۔ عقیدہ کی تعبیر و تشریح میں قرآن کا منہج واسلوب فطرتی ہے جو کہ عقل کے موافق ہے۔اور یہی وہ منہج ہے جو اہل سنت متکلمین نے اختیار کیا ہے۔ عقائد کی

ترویج و تعبیر کے لئے قرآن نے فطرتی ، عقلی، مناظرانہ، تذکیر بالاء اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر بالموت والبعث، تمثیلی، استفہامی اور قصصی اسالیب کو اختیار کیا ہے۔ عقائد اسلامیہ کے متعلق قرآنی منہج توقیفی، غیبۃ پر ایمان، کلیات وفروعات کا حامل، ارکان اسلام میں ربط و متوازی ہونا اور فہم وفراست کے مطابق عقیدہ ہونا جیسی صفات سے متزین ہے۔اور قرآن کے مطابق اسلامی عقیدہ حقیقت و فطرت پر مبنی ، فلسفیانہ اور مناطقہ کے عقلی استدلالات اور صوفیانہ افکار و نظریات سے مبرا ہے۔ مقالہ ہذا میں بیانیہ، استقرائی اور استنباط و استدلال کا طریقہ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ عقائد کے بیان و تعبیر کرنے میں قرآن و سنت کا منہج ہی انسانی عقل اور فطرت کے موافق ہے۔ اور عصر حاضر میں اسلام کو مختلف فرقوں سے پاک کرنے اور اتفاق واتحاد پیدا کرنے کے لئے قرآنی عقائد پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

مقالہ ہذا کا تعلق علوم دینیہ کی پہلی قسم سے ہے جس میں وہ اسلامی عقیدہ ہے جس کو قرآن نے بیان کیا ہے۔اور یہی عقیدہ فطرت اور عقل کے مطابق ہے۔ مقالہ کے مندرجات پر بحث کرنے سے قبل چند تمہیدی اصطلاحات کی تعریفات ذکر کی جاتی ہیں:

عقیدہ کا معنی و مفہوم

"عقیدہ" عقد سے ماخوذ ہے۔ لسان العرب نے "عقیدہ" کے درج ذیل معانی ذکر کیے ہیں۔

''الشد، والربط، والایثاق، والثبوت والاحکام ''[1]

(سخت، باندھنا، وعدہ کرنا، ثابت کرنا اور حکم دینے کے معنی میں ہے)

عقیدہ کی اسلامی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے۔

''الایمان باللہ تعالیٰ و بملائکتہ ورسلہ والیوم الاخر وبالقدر خیرہ و شرہ''[2]

(اس سے مراد اللہ کی ذات پر، اس کے ملائکہ، رسل، کتب، یوم آخرت اور ہر اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھنا ہے)۔

کچھ محققین اسلام نے "عقیدہ صحیحہ" کو "سنت" کا نام بھی دیا ہے۔ جیسے امام احمد بن حنبل نے "علم عقائد" کے عنوان پر "السنۃ" اسی طرح امام ابن ابی عاصم نے بھی "السنۃ" کے نام سے کتاب تحریر کی ہے۔ بعض علماء نے عقیدہ کو "علم اصول دین" کا نام بھی دیا ہے۔ دین کے اصول سے مراد "عقائد" جبکہ فروع سے مراد "عملی احکام" ہیں۔ جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج معاملات وغیرہ عملی احکام میں شامل ہیں۔ جیسے ابوالعز حنفیؒ "شرح عقیدہ طحاویہ" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

''اما بعد فانہ کان علم اصول الدین اشرف العلوم اذ شرف العلم بشرف المعلوم''۔

(اما بعد بے شک یہ علم "اصول دین" اشرف العلوم ہے۔ کیونکہ علم کی عزت معلوم کی عزت سے ہوتی ہے۔)

نیز امام ابو حنیفہؒ نے "علم عقیدہ" کو "الفقہ الاکبر'' کا نام جبکہ "علم فقہ و شرعی احکام کو "الفقہ الاصغر'' کا نام دیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے "علم عقائد" پر مشتمل تالیف "الفقہ الاکبر'' کے نام سے تالیف کی ہے۔

بعض لوگوں نے ''علم عقیدہ'' اور ''علم کلام'' کو مترادف قرار دیا ہے۔ لہٰذا ان کے مابین فرق بیان کرنے سے قبل علم الکلام کی تعریف ضروری ہے۔ ''علم کلام'' دو الفاظ کا مرکب ہے۔ اور علم کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

''ادراک الشئی بحقیقتہ الیقین والمعرفة''[۴]

(علم سے مراد، کسی شے کی حقیقت کا ادراک ہے یعنی یقین و معرفت حاصل ہو۔)

اسلامی عقائد کے مصادر

اسلامی عقائد کے بنیادی اور ابتدائی دو مصادر ہیں:

۱۔ قرآن کریم عقیدہ کی پہلی کتاب

قرآن مجید جو کہ دین کے کلی اصول و فروع کا منبع ہے۔ قرآن مجید کے بغیر کوئی بھی عقیدہ کامل نہیں ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے عقیدہ کی ترویج کے لیے عقلی اور فطرتی دلائل پیش کیے ہیں۔ قرآن کریم کی تمام سورتوں میں عقیدہ کے ارکان اور ان کے متعلق دلائل ملتے ہیں۔ آنے والے صفحات میں عقائد کے متعلق قرآنی منہج سے گفتگو کی جائے گی۔

۲۔ سنت نبوی

قرآن مجید کی تشریح احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔ نبی پاک خود اپنی طرف سے کوئی کلام نہیں کرتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾[۵]

(اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔)

حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''کان جبرائیل ینزل علی النبی بالسنة فیعلمه ایاها کما یعلمه القرآن''[۶] (حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ پر سنت لے کر نازل ہوتے تھے اور اس کی اسی طرح تعلیم دیتے تھے جیسے قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔)

نبی کریم ﷺ نے بے شمار مواقع پر عقیدہ کے اصول و فروع بیان کئے ہیں۔ مختلف مناہج کے ذریعے آپ نے عقیدہ کی پختگی اور تحفظ کے لیے عقلی و نقلی دلائل پیش کیے ہیں۔ نبی پاک نے ان لوگوں کے اذہان میں اسلامی عقیدہ راسخ کیا ہے۔ جو اجڈ اور ان پڑھ تھے۔ ساتھ ساتھ ہٹ دھرم، ضدی اور غرور و تکبر سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ نبی پاک کا اسلوب تربیت ہی تھا کہ جو قوم ۳۶۰ بتوں کی پجاری تھی۔ وہ چند سالوں میں خدائے بزرگ و برتر کی وحدانیت کی قائل ہو گئی۔

علمائے حقہ نے اسلامی عقائد کے ارکان و جزئیات کو احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے۔ احادیث ضعیفہ و موضوعہ عقیدہ کی بنیاد نہیں بن سکتی ہیں۔ بلکہ ایسی احادیث جو متواتر یا مشہور یا ایسی خبر واحد جو قطعی الثبوت ہیں ان کو متکلمین اسلام نے عقائد کے لئے مصدر تسلیم کیا ہے۔ اسلامی عقائد میں بگاڑ اور تبدیلی کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ احادیث صحیحہ کی بجائے احادیث ضعیفہ اور موضوعہ کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

''وان من اعظم اسباب الضلال والا نحراف عن السنة والعقيدة الصحيحة الاحتجاج بالا حاديث والاخبار االضعيفة والمكذوبة وبناء الاعتقاد عليها و بخاصة فيما يتعلق بمباحث الالوهية والصفات و نحوها''[۲۰]

(گمراہی کے بڑے اسباب اور سنت نبوی و صحیح اسلامی عقیدہ سے انحراف کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان احادیث اور اخبار کو بنیاد بنایا گیا ہے جو ضعیف اور من گھڑت ہیں۔اور ان جھوٹی احادیث پر اعتقاد کی بنیاد رکھنااور خصوصی طور پر ان سے مباحث الوہیت اور صفات الٰہی کو ثابت کرنا گمراہی کی اصل وجہ ہے)۔

عقیدہ کی تعبیر میں قرآن مجید کے مناہج واسالیب

قرآن مجید کی دعوت سب لوگوں کے لیے ہے، لہٰذا قرآن نے لوگوں کے ذہنی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے عقیدہ کی تبلیغ کی ہے۔ قرآن مجید جس زمانہ اور جس جگہ نازل ہوا ہے اگر اس وقت کے صرف لوگوں کے اعتقادی اور مذہبی نظریات کی طرف توجہ دی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں بت پرست ،مدینہ میں یہود تھے۔ جبکہ سیاسی طور پر دو سپریم طاقتوں کے بھی اعتقاد و مذہب میں شدید اختلاف تھا۔ اگر ایک طرف روم میں عیسائی مذہب تھا تو دوسری جانب مخالفت میں ایرانی آگ پرست تھے۔ عرب میں توحید کا تو دھندلا سا تصور موجود تھا۔ مگر عجمی کہیں تو آگ کی پوجا اور کہیں بتوں کے سامنے سر بسجود تھے۔ درج بالا گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے اولین مخاطبین کے نظریات اور اعتقادات بھی آپس میں نہیں ملتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے عقیدہ کی پختگی ،اشاعت ترویج کے لیے مختلف دعوت کے مناہج واسالیب اختیار کئے ہیں۔ کیونکہ مختلف فکر و نظریات اور الگ الگ تہذیب و تمدن کے حامل لوگوں کو ایک ہی طریقہ یا منہج پر عقیدہ کی ترویج نہیں کی جا سکتی ہے۔ ذیل میں ہم قرآن کے عقیدہ کے اثبات و پختگی کے حوالہ سے چند مناہج کا ذکر کرتے ہیں۔

ا۔ قرآن کا منہج فطرتی یا وجدانی

ہر انسان کا ایک فطرتی میلان یا توجہ ہوتی ہے۔ جس کے مطابق وہ کام کاج اور سوچ و بچار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو فطرت سلیمہ پر پیدا کیا ہے اور ہر شخص کو جب فطرت پر پیدا کیا گیا تو اس کو خطاب بھی فطری طریقہ پر کیا جانا چاہئیے۔ اسی وجہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرتی طریقہ سے مخاطب کیا ہے۔ وجدانی یا فطرتی طریقہ میں انسان کے اندر ایک شعوری صفت پیدا کی جاتی ہے تاکہ وہ اس صفت کے ذریعے چیزوں کا ادراک اور فہم حاصل کرسکے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو جب عقیدہ توحید کی دعوت دی تو یہی اسلوب اختیار کیا کہ دنیا میں موجود اللہ کی آیات و نشانیوں اور خلقت کے عظیم شاہکاروں کا تذکرہ کرکے انسان کو اشیاء کی حقیقت و ماہیت جاننے پر متوجہ کیا پھر کہا کہ ان اشیاء کا کوئی نہ کوئی تو خالق ہی ہے۔ جب انسان میں یہ شعور اور ادراک پیدا ہو جائے گا کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خالق ہے۔ کیونکہ تمام اشیاء تخلیق میں واضع یا خالق کی محتاج ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے اتنا بڑا آسمان اور اتنی بڑی زمیں خالق کے بغیر ایسے ہی معرض وجود میں آجائے۔ اس طرح انسانی ذہن میں اشیاء کی معرفت پیدا کرکے عقیدہ توحید

کو راسخ کیا گیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کھیتی باڑی اگانے کے اسباب و ذرائع کا شعور پیدا کیا۔ اور کہا ہے کہ کھیتی کے لیے پانی آسمان سے آتا ہے اور پانی نازل کرنے والا کون ہے؟ لا محالہ آسمان سے پانی کا نازل کرنے والا اللہ ہی ہے ۔فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[۸]

(وہی ہے جس نے آسمانوں سے پانی اتارا۔ اس سے تمہارا پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جس سے چراتے ہو اس پانی سے تمہارے لیے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بے شک اس میں نشان ہے غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔)

قرآن مجید نے عقیدہ توحید کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ توحیدفی الربوبیۃ

توحید فی الربوبیۃ یہ ہے کہ اللہ کی ذات ہر چیز کی خالق ہونے میں واحد و یکتا ہے۔ وہی خالق، وہی رازق ہے۔ اور اسی قسم کو توحید اللہ بافعالہ کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر زور بیان اور کلمات حصر میں توحید کی اس قسم کو بیان کیا ہے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾[۹]

(بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین (کی کائنات) کو چھ مدتوں (یعنی چھ اَدوار) میں پیدا فرمایا پھر (اپنی شان کے مطابق) عرش پر استواء (یعنی اس کائنات میں اپنے حکم و اقتدار کے نظام کا اجراء) فرمایا۔ وہی رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے (درانحالیکہ دن رات میں سے) ہر ایک دوسرے کے تعاقب میں تیزی سے لگا رہتا ہے اور سورج چاند اور ستارے (سب) اسی کے حکم (سے ایک نظام) کے پابند بنا دیئے گئے ہیں۔ خبردار! (ہر چیز کی) تخلیق اور حکم و تدبیر کا نظام چلانا اسی کا کام ہے۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو تمام جہانوں کی (تدریجاً) پرورش فرمانے والا ہے)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[۱۰]

(وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا، پھر وہ (کائنات کے) بالائی حصوں کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے انہیں درست کرکے ان کے سات آسمانی طبقات بنا دیئے، اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴾[۱]

(بیشک اللہ ہی ہر ایک کا روزی رساں ہے، بڑی قوت والا ہے، زبردست مضبوط ہے۔

۲۔توحیدفی الالوہیۃ

اسی قسم کو "توحید العبادۃ" کا نام بھی دیا گیا ہے۔اس سے مراد اللہ کو وحدہ لاشریک تسلیم کرکے صرف اسی کی ہی عبادت کی جائے۔ارشاد ربانی ہے۔

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾[۲]

(ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔)

۳۔توحید فی الاسماء والصفات

اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے نام اور صفات بلند ہیں۔اور اللہ کی صفات، صفات کمالیہ سے متصف ہیں اور وہ نقص سے پاک و مبرا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾[۳]

(اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں وہ جلد اپنا کام کیا پائیں گے۔)

جس طرح قرآن مجید نے عقیدہ توحید کی ترویج و تبلیغ میں فطرتی ووجدانی منہج واسلوب اختیار کیا ہے اسی طرح عقیدہ آخرت کے متعلق بھی قرآن نے فطرتی طریقہ سے دعوت دی ہے۔اللہ تعالیٰ نے خود حضرت انسان سے سوال کیا ہے کہ کون زندگی کا خالق ہے؟ کون موت کا خالق ہے؟ کس کے حکم سے زندگی رواں دواں ہے؟ ان سب سوالوں کا جواب اللہ تعالی نے فطرت کے تقاضوں اور اصولوں کے مطابق دیا۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ﴾[۴]

(بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔وہ ہے جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہاری جانچ ہو۔تم میں کس کا کام اچھا ہے اور وہی عزت والا، بخشش والا ہے۔)

الغرض قرآن مجید نے فطرتی طریقہ کے مطابق دن رات کا ایک دوسرے کے بعد آنا، سورج کا غروب و طلوع ہونا، چاند کا چھوٹا بڑا ہونا، بادلوں کا گرجنا چمکنا اور بارش برسانا۔ حجر و شجر کا وجود ہونا، جیسی فطرتی تمثیلات دے کر انسان کے عقیدہ کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ سب تمثیلات فطرت کے عین مطابق اس وجہ سے بیان کیں تاکہ انسان کے اندر شعوری حس بیدار ہو اور وہ توحید باری تعالیٰ پر پختہ اعتقاد رکھ سکے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾[۱۵]

(بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں اور ان جہازوں (اور کشتیوں) میں جو سمندر میں لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں اٹھا کر چلتی ہیں اور اس (بارش) کے پانی میں جسے اللہ آسمان کی طرف سے اتارتا ہے پھر اس کے ذریعے زمین کو مُردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے (وہ زمین) جس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے ہیں اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان (حکمِ الٰہی کا) پابند (ہو کر چلتا) ہے (ان میں) عقلمندوں کے لئے (قدرتِ الٰہی کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔)

۲۔ قرآن مجید کا عقیدہ کے اثبات کے لیے عقلی منہج

قرآن مجید کے مخاطبین مختلف نظریات کے حامل تھے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے عقیدہ کی ترویج و اشاعت کے لیے "منہج عقلی" بھی اختیار کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سوچنے کے لیے عقل دی ہے اور اکثر گمراہی و ضلالت کا سبب بھی یہی عقل بنتی ہے۔ ہر شخص اپنی عقل کے مطابق سوچتا ہے۔ اگر کسی بات کو انسان کی عقل تسلیم نہیں کرتی تو اس کو کوئی بھی مطمئن نہیں کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقیدہ اسلامیہ کے لیے عقلی اعتراضات و عقلی استدلالات کا جواب عقلی تعبیرات کے ساتھ دیا ہے۔ قرآن مجید کے عقلی منہج کا کئی لوگوں نے اعتراف کیا ہے۔ جیسے ابن تیمیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

"فالاستدلال على الخالق بخلق الانسان فى غاية الحسن والا ستقامة وہى طريقة عقلية وہى شرعية دل عليها القرآن"[۱۶]

(انسان کی خلقت سے خالق پر استدلال، حسن اور استقامہ کے لحاظ سے، یہ عقلی اور شرعی بھی ہے جس پر خود قرآن دلالت کرتا ہے۔)

عقل نے بہت سے گمراہ فرقوں کو بھی جنم دیا ہے۔ اسلام کے مشہور فرقوں میں سے معتزلی فرقہ بھی عقل کا پجاری تھا۔ معتزلہ نے عقل کے بل بوتے پر عقائد کی نئی قسمیں گھڑ لیں۔ جیسے انہوں نے اصول خمسہ کا تصور پیش کیا۔ ابو الحسین خیاط لکھتے ہیں:

"(۱) توحید (۲) عدل (۳) وعد اور وعید (۴) المنزلۃ بین المنزلتین (۵) امر بالمعروف و نھی عن المنکر جب تک کسی انسان میں یہ پانچ اصول موجود نہ ہو اس وقت وہ معتزل کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔"[۱۷] معتزلہ نے تمام عقائد کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا ہے۔ اسی اصول کی بنیاد پر معتزلہ اور اس کے حواری احادیث و احکام الٰہی کو عقل کی وجہ سے باطل طریقہ پر رد کرتے ہیں۔ معتزلہ کا خیال ہے کہ عقل تمام اشیاء کی اچھائیوں اور برائیوں کا ادراک کر سکتی ہے۔ جیسے سچ اچھا ہے اور جھوٹ بری بات ہے۔ اس کے لیے شریعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عقل خود اس کا ادراک کر لیتی ہے"[۱۸]

معتزلہ نے عقل کی بنیاد پر بہت سی اشیاء کا انکار بھی کیا ہے۔ جیسے جادو اور سحر کا انکار کیا ہے۔ عقل پرستی کی وجہ سے معتزلہ نے جادو اور سحر کو خرافات قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ پر جادو کے متعلق احادیث صحیحہ کی من گھڑت تاویل کی ہے۔ جادو اور سحر کے متعلق معتزلہ کا نقطہ نظر صاحب کشاف کی اس تفسیر سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً "نفاثات" سے وہ جادو گر عورتیں اور وہ گروہ مراد ہیں جو سحر کا پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ان دھاگوں وغیرہ میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی[۱۹] اسی طرح ایک اور مسئلہ بھی عقل پرستی کی وجہ سے بہت پھیلا کہ کیا وحی عقل کے تابع ہے یا عقل وحی کے تابع ہے؟ معتزلہ کہتے ہیں کہ عقل وحی سے برتر ہے۔ کیونکہ وحی کی سمجھ بوجھ کے لیے عقل کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے عقل کو وحی پر فوقیت حاصل ہے۔ لیکن متکلمین میں سے اشاعرہ نے اس کے برعکس کیا ہے کہ وحی عقل سے برتر ہے اور یہی صحیح مسلک ہے۔

قرآن مجید نے بھی عقل کے پجاریوں کے لیے عقلی منہج اختیار اس لئے اختیار کیا ہے کہ عقل پرستوں کے نزدیک ہر چیز کی اچھائی یا برائی کے لیے عقل ہی ترازو ہے۔ نیز انہوں نے عقلی توجیہ کے بغیر کوئی بات سننی ہی نہیں ہے۔ اس وجہ سے قرآن مجید نے عقیدہ کے اثبات کے لیے عقلی منہج اختیار کیا۔ عقل کے پجاریوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عقیدہ کے اثبات پر ٹھوس قسم کے عقلی استدلال پیش کیے ہیں۔ جن کو کوئی بھی معمولی سی عقل رکھنے والا رد نہیں کر سکتا ہے۔ عقل پرست اشیاء کی حقیقت و ماہیت کو جاننے کے لئے بہت بے تاب ہوتے ہیں۔ کیونکہ عزالدین لکھتے ہیں۔"**ان النظر فکر موصول الیٰ معرفة او اعتقاد اوظن**"[۲۰] (بلاشبہ غور و فکر کرنا معرفت یا اعتقاد باطن کے حصول کا باعث بنتا ہے۔)

قرآن کے عقلی منہج پر دو آیات ملاحظہ ہوں:

۱۔ ﴿قُلِ انظُرُواْ مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَن قَوْمٍ لاَّ يُؤْمِنُونَ﴾[۲۱]

(فرما دیجئے: تم لوگ دیکھو تو (سہی) آسمانوں اور زمین (کی اس وسیع کائنات) میں قدرتِ الٰہیہ کی کیا کیا نشانیاں ہیں اور (یہ) نشانیاں اور (عذابِ الٰہی سے) ڈرانے والے (پیغمبر) ایسے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے جو ایمان لانا ہی نہیں چاہتے۔)

۲۔﴿أَوَلَمْ يَنظُرُواْ فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَى أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾[۲۲]

(کیاانہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں اور (علاوہ ان کے) جو کوئی چیز بھی اللہ نے پیدا فرمائی ہے (اس میں) نگاہ نہیں ڈالی؟ اور اس میں کہ کیا عجب ہے ان کی مدتِ (موت) قریب آچکی ہو، پھر اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔)

۳۔ عقیدہ کے اثبات میں قرآن کا مخاصمانہ منہج

قرآن مجید نے عقیدہ کی ترویج کے لیے جو اسالیب اختیار کیے ہیں۔ ان میں سے ایک مخاصمانہ یا منہج جدل اور رد کا اسلوب بھی ہے۔ قرآن مجید نے مشرکین، یہود و نصاریٰ اور منافقین کے عقائد کا نہایت فصیح و بلیغ انداز میں رد پیش کیا ہے۔ قرآن مجید نے مذکورہ گروہوں کے فاسد عقائد کو ذکر کرکے ان میں موجود خرابیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور پھر اس پر مخاصمانہ انداز میں دلائل بھی دیئے ہیں۔ قرآن مجید نے خود اپنی دعوت کا طریقہ کار بیان کیا ہے۔

﴿ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾[۲۳]

((اے رسولِ معظّم ﷺ) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجئے جو نہایت حسین ہو، بیشک آپ کا رب اس شخص کو (بھی) خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔)

قرآن نے لوگوں کے اذہان کو فاسد عقائد سے پاک کرنے کے لئے ایک اچھوتا اور منفرد انداز اختیار کیا ہے کہ ان سے احسن انداز میں مکالمہ کرو۔ جیسے منکرین خدا نے زندگی اور موت کو زمانہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور بولے یہ تو زمانہ کے تابع ہیں۔ قرآن مجید نے ان کے اس غلط عقیدہ کی وجہ بھی بیان کی کہ یہ ان کا اپنا گمان ہے۔

﴿ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾[۲۴]

(اور وہ کہتے ہیں: ہماری دنیوی زندگی کے سوا (اور) کچھ نہیں ہے ہم (بس) یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانے کے (حالات و واقعات کے) سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا (گویا خدا اور آخرت کا مکمل انکار کرتے ہیں)، اور انہیں اس (حقیقت) کا کچھ بھی علم نہیں ہے، وہ صرف خیال و گمان سے کام لے رہے ہیں۔)

۴۔ عقیدہ کے اثبات میں قرآن کا منہج تذکیر بآلاء اللہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی واحدنیت کا قائل کرنے کے لیے مختلف نعمتوں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ تذکیر کا مطلب یاد دہانی کرانا ہے۔ اس منہج کے مطابق قرآن مجید نے ایسے واقعات، تمثیلات اور نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو انسان کو کسی غفلت یا غلطی کے نتیجہ کیوجہ سے بھولی ہوئی ہیں۔ لیکن وہ ان سے بالکل نامانوس نہیں ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اپنی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جیسے ایک پوری سورت "رحمٰن" "تذکیر بالاء اللہ کے منہج پر نازل کی ہے۔ جگہ جگہ

سوال کیا گیا ہے کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ جیسے قرآن نے دنیا کے فنا اور اللہ کی ذات کے بقاء کا عقیدہ یوں بیان کیا ہے۔

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ [۲۵]

(زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات، عظمت اور بزرگی والا۔ تو تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔)

۵۔ عقیدہ کے اثبات میں تذکیر بایام اللہ کا منہج

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلب و اذہان میں عقیدہ راسخ کرنے کے لیے سابقہ امم و انبیاء کرام کے حالات و واقعات کو قرآن میں بہت ہی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان قوموں پر جو عذاب نازل ہوئے ان کو بھی ذکر کیا ہے۔ اسی علم کو "علم قصص" اور "علم تاریخ" بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَكُلاًّ نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَـٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ [۲۶]

(اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے سب حالات آپ کو سنا رہے ہیں جس سے ہم آپ کے قلبِ (اَطہر) کو تقویت دیتے ہیں، اور آپ کے پاس اس (سورت) میں حق اور نصیحت آئی ہے اور اہلِ ایمان کے لئے عبرت (و یاددہانی بھی۔)

۶۔ عقیدہ کے اثبات میں تذکیر بالموت کا منہج

اس قسم و منہج کا تعلق وقوع قیامت سے ہے۔ جس میں حشر و نشر، پرسش اعمال، جزاء و سزا، جنت اور دوزخ کے احوال و مقامات بیان کئے جاتے ہیں۔ عالم آخرت کے احوال جاننے کا ذریعہ صرف وحی الٰہی (قرآن مجید) ہے۔ عالم آخرت عقل کی دسترس سے باہر ہے۔ عالم دنیا ایک محسوس اور مادی ہے۔ جبکہ عالم آخرت ایک غیر محسوس اور غیر مادی ہے۔ لہٰذا غیر محسوس حقائق یا عقائد کو محسوس انداز میں پیش کرکے سمجھانے کی ضرورت تھی۔ جیسے خود عقیدہ آخرت کے متعلق کوئی شخص نہیں جانتا سوائے وہ جو ہم نے انبیاء کرام سے سنا ہے۔ یہ دو عالم ہیں۔ ایک وہ عالم جسے ہم جانتے ہیں۔ مگر دوسرے عالم کو ہم نہیں جانتے ہیں اور عالم آخرت ہے۔ قرآن مجید نے ان دونوں عالموں کو ثابت کرنے کے لیے ایک نیا اسلوب اختیار کیا ہے فرمایا:

﴿وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ [۲۷]

(ہم نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے بنائے تاکہ تم یاد دہانی حاصل کرو۔ پس اللہ کی طرف تیز گامی کرو۔ میں تمہارے لیے اس کی طرف سے کھول کر ڈرادینے والا ہوں۔)

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر چیز ماہیت کے اعتبار سے جوڑے جوڑے ہے۔ عالم غیر مادی یعنی آخرت کا وجود انسانی دسترس سے باہر تھا۔ خلاصہ یہ نکلا جب ہر چیز جوڑے جوڑے ہے تو پھر اس عالم مادی کا جوڑا بھی ہونا چاہے جو اس کی ضد بھی ہو۔ لہٰذا عالم غیر مادی اس کا دوسرا جوڑا ہے۔

عقیدہ اسلامی کی قرآنی خصوصیات

کسی بھی چیز کی خصوصیات سے اس کی عمدگی اور پختگی کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسلامی عقیدہ کی پختگی اور فطرت و عقل کے موافق ہونے کے لئے اس کی امتیازی خصوصیات کا مطالعہ کرنا بھی ضروری ہے۔ مختصر انداز میں خصوصیات ملاحظہ ہوں:

۱۔ توقیفی عقائد

اسلامی عقائد ایسے ہیں جو توقیفی اور ربانی ہیں۔ جس کا خالق اور وضع کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اور عقائد ہم تک رسول مکرم نے پہنچائے ہیں۔ ان بنیادی اور مسلمہ عقائد میں تاقیامت تبدیلی، ترمیم، کمی یا زیادتی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلامی عقائد کے برعکس اگر دیگر مذاہب کے عقائد کا مطالعہ کیا جائے تو ان کے عقائد تبدیل ہو رہے ہیں۔ جیسے ہندوؤں کے عقائد میں سے تصور عبادت اور بت پرستی میں کئی مرتبہ تبدیلی آچکی ہے۔ اسلامی عقیدہ کا مصدر قرآن مجید ہے جو کہ ہمارے پاس اسی حالت میں ہے جس طرح آپ دنیا میں چھوڑ کر چلے گئے تھے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لاَّ يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ [۲۸]

(وہ قرآن جس کے نہ تو آگے جھوٹ آسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے یہ تو حکیم حمید کا نازل کردہ ہے۔)

جب عقیدہ اسلامی توقیفی ہے تو پھر اس عقیدہ میں کسی قسم کی تاویل کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

۲۔ غیب پر اعتقاد کا حامل

اسلامی عقیدہ کے ارکان پر اگر نظر ڈالی جائے تو سب کے سب ارکان تو غیر محسوس اور غیر مرئی ہیں۔ لوگوں کو نظر ہی نہیں آتے ہیں، لہٰذا جب کوئی چھپی ہوئی یا غیب کی اشیاء پر اعتقاد و ایمان رکھتا ہے اس کا اعتقاد تذبذب کا شکار نہیں ہوسکتا ہے پہلا رکن ایمان باللہ ہے اور اللہ کی ذات غیب (پوشیدہ) ہے اسی طرح آخرت، ملائکہ، تقدیر وغیرہ پر ایمان بھی غیب پر ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کی بھی یہی نشانی بیان کی ہے کہ وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں:

﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ [۲۹]

(یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز کو (تمام حقوق کے ساتھ) قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (ہماری راہ) میں خرچ کرتے ہیں۔

ایمان بالغیب ایک فطرتی طریقہ ہے۔ جس کو عقل بھی تسلیم کرتی ہے۔ کیونکہ ایمان بالغیب کی خبر ہمیں وحی یعنی قرآن سے ملتی ہے۔ اسلامی عقائد کی یہ خصوصیت دیگر ادیان میں نہیں پائی جاتی اور عصر حاضر کے ملحدین اس اسلامی عقیدہ پر اعتراض کرتے ہیں جیسے ھیوم اور کارل مارکس وغیرہ نے کہا ہے ہم تو اسی چیز کو تسلیم کرتے ہیں جو محسوس ہو سکے حالانکہ ان کا محسوس ہونے کا دعویٰ اس لحاظ سے بھی رو ہے کہ مشرکین مکہ بھی یہی کہتے تھے کہ ہمیں اے محمدؐ اپنا رب اور خدا دکھاؤ۔ حالانکہ اسلامی عقیدہ کی بنیاد بھی عقیدہ بالغیب پر ہے۔

۳۔ عالمگیر عقیدہ

جس طرح اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اسی طرح اسلام کے عقائد بھی عالمگیر ہیں۔ قرآن نے کسی مخصوص قوم یا علاقہ کے لوگوں کو اسلامی عقیدہ اختیار کرنے کی دعوت نہیں دی ہے۔ قرآن نے اکثر مقامات پر "یاا یھا الناس " کہہ کر تمام دنیا کے انسانوں کو دعوت دی ہے۔ لہٰذا اسلامی عقیدہ ایک عالمگیر اور آفاقی عقیدہ ہے جو اس کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔

۴۔ کامل اور جامع عقیدہ

اسلامی عقیدہ ایک ایسا جامع اور کامل عقیدہ ہے۔ اس میں کوئی نقص نہیں ہے کوئی خامی یا ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ سادہ الفاظ میں چند چیزوں پر اعتقاد کا نام اسلامی عقیدہ ہے۔ خود قرآن مجید نے اس کی کاملیت و جامعیت کی دلیل دی ہے۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[30]

(آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔)

۵۔ متوازن اور مربوط عقیدہ

اسلامی عقیدہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو مکمل مربوط ہے۔ ہر ایک رکن کا دوسرے رکن سے مکمل ربط اور تعلق ہے۔ اسی طرح عقائد اور عبادات میں بھی ربط نظر آتا ہے۔ مربوط ہونے کے ساتھ ساتھ متوازن بھی ہے اور اسلامی عقیدہ اعتدال اور وسط پر مبنی ہے۔ جیسے یہودی ہیں۔ انہوں نے اپنے دین کو بالکل بنی اسرائیل یعنی یہودیوں پر ہی محدود کر دیا اور احکام میں ایسی سختیاں تھیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے بخشش و جنت کو بھی اپنے لیے سمجھ رکھا ہے۔

اس کے برعکس عیسائیوں کے عقائد میں بھی غلو فی الدین پایا گیا اور انہوں نے عقائد و احکام دونوں میں من مانیاں شروع کر دیں۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں اسلام ایک معتدل اور وسط نظریات و عقائد کا حامل دین ہے۔ جیسے عیسائیوں نے دین کے اعتقادات میں غلو کر کے حضرت عیسیٰ بن مریم کو الوہیت کا درجہ دے دیا۔ قرآن نے ارشاد فرمایا۔

﴿اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُدُواْ إِلَـهًا وَاحِدًا لاَّ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾[31]

(انہوں نے اللہ کے سوا اپنے عالموں اور زاہدوں کو رب بنا لیا تھا اور مریم کے بیٹے مسیح (علیہ السلام) کو (بھی) حالانکہ انہیں بجز اس کے (کوئی) حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اکیلے ایک (ہی) معبود کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان سے پاک ہے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔)

عقل و فطرت سے اسلامی عقیدہ کی ہم آہنگی

اسلامی عقائد و عبادات کا سرچشمہ وحی ہے۔ عقل کا وحی میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں دیگر نعمتیں دی ہیں وہی پر عقل جیسی نعمت دی جو دنیا میں کسی دوسری مخلوق کے پاس اس طرح کی عقل نہیں ہے جو حضرت انسان کے پاس ہے۔ دیکھنے میں تو بندر کے پاس بھی عقل ہے۔ مگر وہ عقل کو استعمال کر کے چاند تک تو نہیں پہنچ سکا۔ عقل معرفت و ادراک کا ایک ذریعہ ہے۔ جیسے سفر کرنے کے لیے گاڑی وغیرہ کو ذریعہ بنا کر منزلِ مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اسی طرح عقل بھی معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے نہ کہ خود مستقلاً وہ خدا یا وحی ہے۔ عقل کے بارے میں جو تصور آج مغرب میں پایا جاتا ہے۔ یہ وہی تصور ہے جو مشرکین مکہ میں پایا جاتا تھا۔ آج مغرب کا انسان ہر بات کو عقل کے ترازو پر رکھ کر اس کو رد کر دیتا ہے اور یہی باتیں مکہ والے بھی کرتے تھے۔ ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ خود مسلمان محققین کے بھی عقل کے متعلق نظریات کے دو گروہ ہیں۔ جہاں امام غزالی، مولانا رومی اور مولانا فخر الدین نے عقل کو معرفت الٰہی حاصل کے لیے حجاب تسلیم کیا ہے مگر ساتھ ساتھ انہوں نے اس بات کو بھی عیاں کیا ہے کہ انسانی عقل قاصر تو ہے مگر یہ بات ناممکن ہے کہ عقل معرفت الٰہی کا ادراک نہیں کر سکتی ہے۔ جبکہ دوسری طرف ابن عربی اور ابن سینا جیسے لوگ کہتے ہیں کہ عقل استدلال کا ذریعہ ہے۔ اور انسانی عقل کی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر معرفت الٰہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے وسائل و ذرائع انسان کے تابع کر دیئے ہیں اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾[۳۲]

(اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی و تری میں سواری دی اور ان کو اچھی چیزیں بطور رزق دیں۔ ان کو ان مخلوقات پر فضیلت دی ہے جن کو ہم نے پیدا کیا ہے۔)

قرآن مجید نے انسانی عقل کو درست ماننے اور انسان کے اس دعوے کا رد ایک اور دلیل سے کیا ہے کہ انسان عقل کے بل بوتے پر سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور اس کے وہم کے مطابق یہ دنیا کا نظام فطرت کے ماتحت چل رہا ہے۔ کوئی اس کا چلانے والا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے بہت ہی ٹھوس دلیل اور رد پیش کیا ہے۔ بالخصوص مندرجہ ذیل آیت ان لوگوں کے رد میں ہے جو یہ کہتے ہیں توحیدِ الٰہی، قیامت، جنت اور دوزخ کا عقیدہ انسانی عقل سے باہر ہے۔ ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری عقل اگر اتنی ہی وسیع ہے تو پھر عقل کے بل بوتے پر زمین اور آسمان سے کہیں باہر نکل جاؤ اور کوئی نیا عالم یا دنیا تلاش کر لو۔ یہ چیلنج نہ صرف انسانوں کے لئے بلکہ جنوں کے لئے بھی ہے۔

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ﴾ [۳۳]

(اے گروہِ جن واِنس ! اگر تم اِس بات پر قدرت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل سکو (اور تسخیرِ کائنات کرو) تو تم نکل جاؤ، تم جس (کرّۂ سماوی کے) مقام پر بھی نکل کر جاؤ گے وہاں بھی اسی کی سلطنت ہو گی۔)

لہٰذا معلوم ہوا کہ انسانی عقل غلطی بھی کرتی ہے اور عقل کی سوچ، فہم اور ادراک محدود بھی ہے۔ لہٰذا جب انسانی عقل کی طاقت بھی محدود ثابت ہوئی تو پھر عقل کی کسوٹی پر عقائد کے جاننے کی بات تو غلط ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے عقل کے متعلق فرمایا ''افلا یعقلون''، ''افلا یتدبرون'' کہ انسانی عقل تھوڑا سا بھی غور و فکر کرے تو اس کو معرفت الٰہی نصیب ہو جائے گا۔ قدیم مناطقہ عقل کی بنیاد پر جو باتیں ثابت کرتے ہیں ان کو قیاس کا نام دیتے ہیں۔ قیاس سے مراد ''قول مؤلف من تضایا بحیث یلزم عند لذاتہ قول آخر''[34] (قیاس کچھ ایسے قضیوں کو کہتے ہیں جو آپس میں اس طرح متحد ہو گئے کہ انہیں تسلیم کرنے کا لازمہ ایک دوسرے قضیے کو مان لیتا ہو۔)

پھر قیاس کی چار قسمیں بیان کی ہیں :

۱۔ قیاس برھانی: جو یقینی مقدمات سے مرکب ہوں جن کا نتیجہ بھی یقینی ہو جیسے سورج روشن ہے۔

۲۔ قیاس جدلی: ایسے مقدمات ہوں جن کو ایک جماعت تو بطور خاص مانتی ہو مگر دوسری نہ مانتی ہو جیسے ہندو کا عقیدہ ہے کہ گائے مقدس ہے۔

۳۔ قیاس خطابی: ایسے مقدمات جو ماہرین کی نظر میں مقبول ہوں جیسے زراعت نفع کی چیز ہے اور ہر چیز نفع والی قابل اختیار ہوتی ہے، لہٰذا زراعت بھی قابل اختیار ہے۔

۴۔ قیاس شعری: وہ قیاس جن کو سن کر طبیعت خوش ہو جائے یا بدمزہ ہو جائے۔ جیسے زید چاند ہے اور ہر چاند روشن ہے، لہٰذا زید بھی روشن ہے۔

۵۔ قیاس مغالطہ: وہ قیاس جو جھوٹے مقدمات سے مرکب ہو جس کا مقصد عوام کو دھوکہ دینا ہے۔[۳۵]

یہ سب تمہید ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید نے عقائد کی پختگی اور اثبات کے لیے جو بھی دلائل دیئے ہیں وہ سب کے سب قیاس برہانی کے درجہ میں ہیں۔ کیونکہ قرآن تو سورج، چاند، ستاروں، کھیتی باڑی، بارش وغیرہ جیسی ٹھوس تمثیلات ذکر کرتا ہے۔ جن کو رد کرنا انسانی عقل کی دسترس میں بھی نہیں ہے۔ جبکہ آج ملحدین کی طرف سے جو نظریات پیش کیے جاتے ہیں ان سب کا مقصد مذاہب عالم اور بالخصوص اسلام کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کر کے ان کو دھوکہ دینا ہے۔ اور یہ قیاس مغالطہ ہے۔ لہٰذا اسلامی عقیدہ وہ عقیدہ ہے جو عقل اور فطرت کے عین مطابق ہے۔

نتائج تحقیق

۱۔ اسلام ایک فطرتی مذہب ہے اور اسلام کے عقائد بھی فطرتی، نا قابل تبدیل و ترمیم اور عقل کے مطابق ہیں۔

۲۔ اسلام کی عمارت ان بنیادی عقائد پر مشتمل ہے جن کا سر چشمہ وحی الٰہی ہے۔

۳۔ اسلام کے ذیلی فرقوں میں سے معتزلی فرقہ نے عقل کو وحی پر ترجیح دی ہے جو کہ قرآن کریم کی تعلیمات کی خلاف ورزی ہے۔

۴۔ قرآن مجید نے عقائد کے اثبات کے لیے فطرتی، عقلی، تذکیر باٰلاء اللہ و ایام اللہ اور تذکیر بالموت کے دلائل پیش کرنے کا منہج اختیار کیا ہے۔

۵۔ عقائد اسلامیہ کے متعلق قرآنی منہج توقیفی، غیب پر ایمان، کامل اور ارکان عقائد کا ربط اور متوازی ہونا جیسی صفات سے مزین ہے۔

۶۔ ایمان باللہ، ایمان بالرسول، ایمان بالکتب ایمان بالملائکۃ، ایمان بالآخرۃ اور تقدیر پر ایمان، اسلام کے بنیادی ارکان عقائد ہیں۔

سفارشات

۱۔ تمام عقل پرست لوگوں کو قرآنی منہج کے مطالعہ کی سفارش کی جاتی ہے جو قرآن نے عقائد کے اثبات و ترویج کے لیے اختیار کیا ہے۔

۲۔ عقل انسانی کو کل تسلیم کر لینا غلطی ہے۔ انسانی عقل غلطی بھی کرتی ہے۔ لہٰذا صرف عقل کی کسوٹی پر اسلامی عقائد کے بارے میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔ مبلغ و داعی کے لیے اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ عقائد کی تبلیغ کے لیے قرآنی منہج اختیار کرنا چاہیے جو کہ گالی گلوچ اور برا بھلا کہنے کی بجائے دلائل سے ان کو قائل کرتا ہے۔

۴۔ سرکاری جامعات میں اسلامی عقائد کے باب کو بطور لازمی کورس کی سطح پر شامل کرنا چاہیے اور بالخصوص پاکستانی جامعات میں جہاں نوجوان نسل مغربی افکار سے متاثر ہو کر بے دین ہو رہی ہے۔

۵۔ سرکاری جامعات کو انٹرنیشنل اسلامک کی موجودہ عقیدہ سے متعلق کانفرنس کی طرح کانفرنسز کا انعقاد کرنا چاہیے۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دارصادر، ۱٤۱٤ھ، مادہ عقد، ج:۳،ص: ۲۹۷ تا ۳۰۰

۲۔ ابن باز، عبدالعزیز بن عبداللہ، متوفیٰ ۱٤۲۰ھ، العقیدۃ، الصحیحۃ، مدینہ منورہ: جامعہ اسلامیہ، ۱۳۹٥ ھ/۱۹۷٥ء،ص: ۳۔٤

۳۔ صدر الدین، محمد بن علاء، متوفیٰ ۷۹۲ھ، شرح العقیدۃ الطحاویۃ، سعودی عرب: وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ، ۱٤۱۸ھ، ج:۱، ص:۱۷

٤۔ افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، ج:۹،ص: ۳۷۱

٥۔ سورۃالنجم٥۳:٥،٤

٦۔ مروزی، محمد بن نصر، السنۃ، بیروت: موسسۃ الکتب الثقافیۃ، ۱٤۰۸ھ، ج:۱،ص: ۱۱۱، رقم الحدیث: ٤۰۲

۷۔ عبادی، عبداللہ بن عبدالکریم، مدخل الدراسۃ العقیدۃ الاسلامیۃ، مکتبۃ السوادی ۱٤۱۷ھ/۱۹۹٦،ص۱٦۷

۸۔ سورۃالنحل۱٦: ۱۱،۱۰

۹۔ سورۃالاعراف۷: ۲۹

۱۰۔ سورۃ البقرۃ۲: ۲۹

۱۱۔ سورۃالذاریات: ٥۸

۱۲۔ سورۃ الفاتحۃ۱: ٤

۱۳۔ سورۃ الاعراف۷: ۱۸۰

۱٤۔ سورۃالملک٦۷: ۱۔۲

۱٥۔ سورۃ البقرۃ۲: ۱٦٤

۱٦۔ ابن تیمیہ،تقی الدین احمد، النبوات، ریاض: مکتبۃ المعارف، ۱۳۹٤ھ، ص: ٤۸

۱۷۔ زہری، حسن جار اللہ، تاریخ معتزلہ، بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۱۲، ۱۱٤

۱۸۔ *خان، امیر نواز، عرفان اللہ (مقالہ نگاران) مضمون تفسیر قرآن پر معتزلہ کے اصول خمسہ کے اثرات، مجلّہ دی اسکالر، جولائی ۲۰۱٦ء، ج: ۳، ص: ۱۲*

۱۹۔ *خان امیر نواز، مجلّہ دی اسکالر، ص: ۱۳*

۲۰۔ عز الدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، شجرۃ المعارف، ریاض: بیت الافکار الدولیۃ،ص: ٥۷یونس:٤

۲۱۔ سورۃ یونس ۱۰:٤

۲۲۔ سورۃالاعراف۷: ۱۸٥

۲۳۔ سورۃالنحل۱٦: ۱۲٥

۲٤۔ سورۃالجاثیہ٤٥: ۲٤

۲٥۔ سورۃالرحمٰن٥٥: ۲٦۔ ۲۸

۲٦۔ سورۃ ہود۱۱: ۲۰

۲۷۔ سورۃالذاریات٥۱: ٥۱

۲۸۔ سورۃفصلت٤۱ :٤۲

۲۹۔ سورۃالبقرۃ۲: ۱۔۲

۳۰۔ سورۃالمائدۃ٥: ۳

۳۱۔ سورۃالتوبۃ۹: ۳۱

۳۲۔ سورۃالاسراء۱۷: ۷

۳۳۔ سورۃالرحمٰن٥٥:۲۲

۳٤۔ یزدی، عبداللہ ، شرح تہذیب، مترجم: ابو سلیمان زر محمد، کراچی: مکتبہ عمر فاروق، ص: ٦۰

۳٥۔ یزدی، عبد اللہ، شرح تہذیب، ص ٥٥-٦۰